مثنوی امید و بیم

مصنفہ

جناب مرزا محمد ہادی صاحب۔ بی۔ اے متخلص بہ مرزا
پروفیسر فارسی و عربی ریڈ کرسچین کالج۔ لکھنؤ

جسمیں

حسن و عشق کی چھیڑ چھاڑ کے ساتھ جو موجودہ شاعری کا ضروری جزو سمجھا گیا ہے صنع خدا کی عظمت پر اجمالی نظر کی گئی ہے۔ اور انسان کے دل و دماغ کا مختصر بیان ہے۔ پھر طلسم امید و بیم کی ایک نمایش ہے۔ المختصر فلسفہ جدید کو صاف صاف اردو نظم کے جامہ سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔

اور جسے

کارپردازان الناظر بک ایجنسی نے برائے نفع
برخوردار محمد علی سلمہ
الناظر پریس واقع لکھنؤ میں طبع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

قطعہ

کون پہچان سکے تیری ذات　　اصل توحید ہو جب نفی صفات

"ما عرفناک" ہے قول سیّد　　اُنپہ اور آل پہ اُنکی صلوات

خدا کی قدرت میں اکثر چیزیں چشم ظاہر بین کو غیر منتظم معلوم ہوتی ہیں حالانکہ وہی اُنکا عین انتظام ہے۔ عجب نہیں کہ یہ مختصر نظم بھی اس تکلف سے خالی نہ ہو حسن تالیف کے ملاحظے کے لیے سلیقۂ سخن فہم بھی شرط ہے

جزو اول میں اُن آرزوؤں کا ذکر ہے جو کبھی پوری نہ ہونگی۔ اور اُن حسرتوں کا بیان ہے جو دل ہی دل میں خون ہو جائیں۔ کسی کے تصور سے رمز و کنایت شکوہ و شکایت کا سلسلہ خواہ مخواہ پیدا کیا گیا ہے۔ اس چھیڑ چھاڑ کی کچھ اصل ہے یا نہیں ہے؟ نہ اس سے ناظرین کو سروکار نہ شاعر کو ضرورت اظہار صرف اتنا کہدینا شاید کافی ہو کہ شکایتیں سراسر غلط اور شکوے بالکل بیجا ہیں۔

یہ ہجر و وصل کیا؟ ذکرِ صنم کیا؟
ہماری شاعری کیا اور ہم کیا؟

جزوِ دوم میں صنعِ خدا کی عظمت پر اجمالی نظر کی گئی ہے۔ پھر انسان کے دل و دماغ کا مختصر بیان ہے۔
جزوِ سوم میں طلسمِ اسید وبیم کی ایک نمایش دکھائی گئی ہے۔ ختمِ کلام ایسے تغزل پر ہے جسے نہ مجاز کہہ سکتے ہیں نہ حقیقت۔
شاعر کے خیالات کی تکمیل ناظرین کی وسعتِ نظر کے حوالے ہے۔ اور تنقیص معترضین کے ذمہ ہمت پر موقوف رکھی گئی ہے۔ دیکھنے والے دیکھ لینگے اور سمجھنے والے سمجھ جائیں گے۔

لمولفہ

ہم اپنے دل میں خوش ہیں عیب بیں کی نکتہ چینی سے
بھلائی کچھ تو سمجھے ہیں برائی دیکھنے والے

محمد ہادی۔ مرزا

لکھنؤ۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء

عنوان

غیرتِ دامنِ گلچین ہے یہ نظم
حیرتِ جلوۂ پروین ہے یہ نظم

حُسن گلدستۂ انظارِ بلند
لطفِ دیباچہ افکارِ بلند

نازشِ فہم ہے دقت اسکی
ستم ایجاد ہے جدت اسکی

دلِ حاسد کے لیے برق بلا
قلبِ دشمن کے لیے تیرِ قضا

نام سے جسکے ہے عنوان بیان
جس سے ہے یہ سروسامانِ بیان

ایک ہے خوبیِ تقریر مین وہ
فرد ہے شوخیِ تحریر مین وہ

دلبری بھی ہے نزاکت بھی ہے
حُسن صورت بھی ہے سیرت بھی ہے

کیون نہ چاہون اُسے دلدار ہو وہ
کیون نہ دل دون کہ دل آزار ہو وہ

جان سے بڑھکے ہے توقیر اُسکی
صفحۂ دل پہ ہے تصویر اُسکی

غزل

لا اُبالی ہے طبیعت میری　　قیس سے بڑھ کے ہے وحشت میری

لائق رحم ہون کیا پوچھتے ہو　　آنکھ سے دیکھ لو حالت میری

واہ کیا خوب مری عزت کی　　اسی قابل تھی محبت میری؟

یہ تو کہہ دو کہ برائی کیا ہے؟　　کیوں نہ اس در پہ ہو تربت میری؟

تم پہ مرتا ہون یہ سب جانتے ہین　　اسی باعث سے ہے شہرت میری

اپنی تقدیر پہ شاکر ہون مین　　تم سے بیجا ہے شکایت میری

یاد ہے یاد رہے اب تک مرزا

حشر یعنے شب فرقت میری

جزو اوّل

ذکرِ عنفوانِ شباب بہ تمہیدِ حالِ خواب

مدد اے حوصلۂ عشق و وفا مدد اے ولولۂ حرص و ہوا
مدد اے غلغلۂ جامہ دری مدد اے سلسلۂ بخیہ گری
مدد اے رنجِ گرفتاریِ دل مدد اے راحتِ بیکاریِ دل
مدد اے سوزشِ پنہانِ ہوس مدد اے شورشِ طوفانِ ہوس
مدد اے حسرتِ ناکامیِ شوق مدد اے وسعتِ بدنامیِ شوق
مدد اے شدتِ دردِ جانکاہ مدد اے سرکشیِ نالۂ و آہ
مدد اے دوستیِ تیغ و جگر مدد اے دشمنیِ سعی و اثر
مدد اے لذتِ افکارِ محال مدد اے تلخیِ اوقاتِ خیال
مدد اے ہمتِ دشوار پسند مدد اے جراتِ آزار پسند
مدد اے نطقِ پریشان تقریر مدد اے خامۂ ہذیاں تحریر
لکھ وہ احوال کہ شرم آئے مجھے کہہ وہ افسانہ کہ رُلوائے مجھے

سب مرے حال سے ماہر ہو جائیں آرزوئیں مری ظاہر ہو جائیں
ہاں ابھی مجھے حسرتِ رسوائی ہے لوگ جانیں کہ یہ سودائی ہے
حالِ دل یار سے کہنا ہے مجھے شوقِ اظہارِ تمنا ہے مجھے
تاکہ ظاہر ہو محبت میری یا کیا زدن میں ہو شہرت میری
سب سمجھ جائیں کہ سودا ہے اسے نہ ملے مجھ سے نہ ملنا ہو جسے

مجکو نفرت ہے ریاکاری سے — چڑھ ہے عیاری و مکّاری سے
دل سے ہون خادمِ اربابِ وفا — میری طینت مین نہین مکر و دغا
سوءِ ظن کی سبھی پروا ہی نہین — بدگمان سے کبھی ملتا ہی نہین
مجکو رغبت نہین ان باتون سے — عار ہے ایسی ملاقاتون سے
جسکی طینت مین نہین شر و فساد — وہ سمجھتے ہین مجھے نیک نہاد
زرِ بے غش ہے طبیعت میری — لوث سے پاک ہے طینت میری
میرا مسلک نہین جز سادہ دلی — مجکو مطبوع ہے آزادہ دلی
فخر ہے خوبیِ فطرت پہ مجھے — ناز ہے حسنِ طبیعت پہ مجھے
حضرتِ اوجؔ ہین میرے استاد — جو کہ ہین موجدِ طرزِ ایجاد
شعرگوئی کو ہے خود ناز اُنپر — شاعرِ آلِ محمد جعفر
ہین وہ یکتا خلف الصدق دبیرؔ — مرثیہ گو ہے جنابِ شبیرؑ
علمِ تحقیق کے عالم ہین وہی — فنِ تنقید مین کامل ہین وہی
اہلِ فن دل سے ہین قائل اُنکے — کون آتا ہے مقابل اُنکے
آئے وہ جسکو سرِ جولان ہے — ہان یہی گو ہے یہی میدان ہے
کہکے دکھلائے جو کچھ کہتا ہو — سامنے آئے جسے دعوا ہو
اُنکا انداز ہے اعلیٰ سب سے — طرزِ بندش ہے نرالا سب سے
اُنکی قدرت مین ہے اعجازِ سخن — اُنکے باعث سے ہے اعزازِ سخن
ذلہ خوارون مین نظامی اُنکے — دُرد نوشون مین ہے جامی اُنکے
رشکِ مستوفی و قاآنی ہین — فخرِ فردوسی و خاقانی ہین
کیون نہ ہون اُن پہ سخنور مفتون — اُنکے حصے مین ہے نازک مضمون
مستفیض اُنکی عنایت سے ہون مین — مستفید اُنکی محبت سے ہون مین

ایسون ویسون کی ثنا پر کیا فخر — انکی تعریف پہ ہے زیبا فخر
چار دن سے نہیں یہ شوقِ سخن — بچپنے سے ہے مجھے ذوقِ سخن
قدر دانون مین ہے عزت میری — نکتہ سنجون مین ہے شہرت میری
مجکو پہچانتے ہین اہلِ ہنر — جوہری جانتے ہیں قدرِ گہر
لوگ آنکھون پہ بٹھاتے ہیں مجھے — آرزوؤن سے بلاتے ہین مجھے
رونقِ بزمِ سخن ہے مجھ سے — زینتِ صحنِ چمن ہے مجھ سے
یہ جو ہے مشغلۂ راز و نیاز — کیا کرون مین کہ طبیعت ہے گداز
دل لگانا کوئی تقصیر نہین — دل لگی لائقِ تعزیر نہین
دل کی وحشت اثری سے خوش ہون — اپنی آشفتہ سری سے خوش ہون

ایک مدت سے مین سودائی ہون — حسنِ صورت کا تماشائی ہون
دم نکلتا ہے ستمگارون پر — جان جاتی ہے دل آزارون پر
زندگی حسن پرستی مین کٹی — غفلت و رندی و مستی مین کٹی
عاشقِ حسنِ خداداد ہون مین — کشتۂ خنجرِ بیداد ہون مین
بچپنے ہی مین گنہگار رہا — بادۂ عشق سے سرشار رہا
اک پری وش پہ طبیعت آئی — دل یہ سمجھا کہ قیامت آئی
وہ تڑپنا شبِ تنہائی کا — وہ بگڑنا دلِ سودائی کا
اک بتِ وعدہ فراموش کی یاد — اور اُس یاد مین شوقِ فریاد
یار سے وعدہ وفائی کی اُمید — اپنی آہون سے رسائی کی امید
ہاے وہ ذلت و خواری کے مزے — ہاے! وہ نالہ و زاری کے مزے
عشق مین حد سے گذرنا اپنا — وہ عزیزون سے نہ ڈرنا اپنا

کسی پہلو جو نہ چین آتا تھا ۔ گھر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا تھا
نالہ و زاری و ناکامیِ دل ۔ ذلت و خواری و بدنامیِ دل
جان دینے کی قسم کھا لینا ۔ ہو کے مایوس وہ سم کھا لینا
مگر اس زہر نے تاثیر نہ کی ۔ کیونکہ یہ خواہشِ تقدیر نہ تھی
کی عزیزوں نے دوا جان بچی ۔ بچ گئی جان تو کیا جان بچی
ہو گئے سب کی نگاہوں میں حقیر ۔ پڑ گئی پاؤں میں بھاری زنجیر
یاد ہے ہاے! وہ ذلت اب تک ۔ یاد ہے قیدِ مصیبت اب تک
یاد ہے وہ تپش درد و الم ۔ یاد ہے وہ خلش تیر ستم
ناصحوں کی وہ نصیحت بھی ہے یاد ۔ ٹیک زخم کی لذت بھی ہے یاد
سوزش زخمِ جگر یاد ہے ہاں ۔ شورش دیدۂ تر یاد ہے ہاں
یاد ہے حالِ پریشانیِ دل ۔ یاد ہے بے سروسامانیِ دل
یاد ہیں ہجر کی راتیں مجھکو ۔ یاد ہیں دل کی وہ باتیں مجھکو
رات بھر نیند کسے آتی تھی ۔ یوں ہی باتوں میں گذر جاتی تھی
اپنی حالت کا کبھی ذکر آیا ۔ اس کی صورت کا کبھی ذکر آیا
جلوہ گہ حسن ہوا ماہ تاباں ۔ یاد آیا ہمیں روے جاناں
پھر ہوا چشم فسوں ساز کا ذکر ۔ نگہِ ناز کے اعجاز کا ذکر
کبھی وہ زلفِ رسا یاد آئی ۔ یاد آئی تو بلا یاد آئی
وہ بلا جس کی بلائیں لیکر ۔ مر گئے لوگ دعائیں دیکر
وہ دل آویز و مسلسل تقریر ۔ وہ مفصل و مطول تقریر
مگر اس طول سے حاصل نہ ہوا ۔ مطمئن ہم نہ ہوے دل نہ ہوا
شعر گوئی کی لڑکپن سے ہے دھن ۔ ہے اسی سن سے مجھے ذوقِ سخن

جی میں آیا کہ سہرا لکھیے | ناامیدی نے کہا کیا لکھیے
یہ تو تھا پہلے پہل کا مذکور | ہے عزیزوں میں جو اب تک مشہور
آج تک لوگ ستاتے ہیں مجھے | جھینپتا ہوں میں جھینپاتے ہیں مجھے
یاد ہیں تجھکو وہ اگلی باتیں | یاد ہیں اب بھی وہ دن وہ راتیں
یاد ہے تجھکو جنوں کا آغاز | یاد ہے وحشت دل کا انداز
ہم نے زنجیر پہنائی تھی تجھے | راہ زنداں کی دکھائی تھی تجھے
یاد ہے اب بھی وہ بیداد تجھے | یاد ہے سیلی استاد تجھے
رنج پہونچا تھا ہمیں سے تجھکو | مار کھلوائی تھی ہم نے تجھکو
یاد ہو یا کہ نہ ہو اے مرزا | ہتھکنڈے تیرے برے تھے مرزا
کچھ عجب طور کی جھک تھی تجھکو | بچپنے ہی میں سنک تھی تجھکو
گو کہ بے سود ہے اسکا مذکور | وہ کبھی کیا دن تھے تری جان سے دور
تو ہی کہہ حال برا تھا کہ نہ تھا؟ | عشقبازی کا مزا تھا کہ نہ تھا؟
دشمنوں کا تھا کچھ ایسا احوال | دوست کہتے تھے کہ جینا ہے محال
ہنسی کی تیرے مرض کی تشخیص | ہنسی کی تیری دوا با تخصیص
دے کے فقرے ترے ہمرازنے | سن لیا بھید تو غمازنے
گو کہ ظاہر ہیں یہ عیاری کی | فی الحقیقت تری غمخواری کی
گھر سے پوشیدہ گیا تھا تو کہیں؟ | ڈھونڈھ لائے تھے تجھے جا کے ہمیں
الغرض جتنے ہیں اکثر احباب | جن پہ ظاہر ہے مرا حال خراب
کیوں ہوں بدنام برا کہکے انھیں | ٹال دیتا ہوں "بجا" کہکے انھیں
سامنے ان کے نہ جھیپوں کیونکر | ان کا احسان ہے سرآنکھوں پر
ایسے اچھوں کو برا کیا کہنا | خوب احسان کیا کہنا!

کم نہیں ہیں یہ ستانے کے لیے | اب بھی ہنستے ہیں رُلانے کے لیے
کیا کہوں ان کو دل آزار تو ہیں | تیرا جیتے رہیں غمخوار تو ہیں
دیکھ لی خوب محبت اِنکی | اب ہے بیکار شکایت انکی

بیان عشق تازہ

پھر ہوا عشق دلِ مضطر کو | دو خبر میرے نصیحت گر کو
ہے ابھی تک وہی آشفتہ سری | چارہ گر آ کے کریں چارہ گری
کوئی تدبیر نکالیں اب بھی | وہی زنجیر نکالیں اب بھی
آج تک سر سے وہ سودا نہ گیا | عشقبازی کا وہ لپکا نہ گیا
راہِ الفت میں مجھے ٹوکیں تو | لو میں جاتا ہوں مجھے روکیں تو
ہے بہت حال پریشان میرا | ٹکڑے ٹکڑے ہے گریبان میرا
دھجیاں ڈھونڈھ کے لائے کوئی | پھر رفوگر کو بلائے کوئی
جوشِ وحشت سے ہے پھر حال ابتر | کہدو فصّاد سے لائے نشتر
ہے وہی جوشِ جنوں کا انداز | آہ در سوز نفس سینہ گداز
ہے ابھی تک وہی شوریدہ سری | دل میں ابتک ہے وہی آگ بھری
شعلے اُٹھتے ہیں جلانے کے لیے | اشک جاری ہوں بجھانے کے لیے
کوئی آفت سے بچالے مجکو | درد اُٹھتا ہے سنبھالے مجکو
دل کو روکوں یہ مجھے تاب کہاں | مجھ سے ممکن ہی نہیں ضبطِ فغاں
نہ کروں درد میں اُف اُف کبتک | ہمنشینوں سے تکلف کبتک
غیر ممکن ہے کوئی سمجھائے | لب تک آنے ہی کو ہیں اب نالے

کوئی یہ طرز فغاں دیکھے تو پھر ‌ ‌ دل سے اُٹھتا ہے دھواں دیکھے تو
ہو اگر تاب سماعت ناصح ‌ ‌ سن لے افسانۂ وحشت ناصح
صلح کی بات میں لڑنا کیسا ‌ ‌ کیوں ابھی سے یہ جھگڑنا کیسا
تو مرا حال ذرا سن تو سہی ‌ ‌ ٹھہر اے مرد خدا سن تو سہی
تیری عادت ہے فضیحت کرنا ‌ ‌ پہلے سن لے تو نصیحت کرنا
ہاے وہ ہاتھ سے جانا دل کا ‌ ‌ وہ کسی شخص پہ آنا دل کا
اُسکے کوچے میں وہ جانا سرِشام ‌ ‌ باغ میں اُس کا وہ آنا سرِشام
زلف بکھرائے ہوئے تا سر دوش ‌ ‌ چشم بدمست نگہ آفت ہوش
بے وفائی کا کشان چین جبیں ‌ ‌ آنکھ میں نام مروت کا نہیں
سانولا رنگ نشیلی آنکھیں ‌ ‌ شوخ طرار رسیلی آنکھیں
وہ چھریرا بدن اُسکا نازک ‌ ‌ سر بسر ناز سراپا نازک
اس نزاکت پہ غضب سنگیں دل ‌ ‌ قتل عاشق پہ ہمیشہ مائل
قد وہ بوٹا سا قیامت آفت ‌ ‌ فتنہ اُٹھنے ہی کو ہے قد قامت
فتنۂ دہر ہے وہ مست خرام ‌ ‌ حشر خود جسکو کرے جھک کے سلام
عشوہ و غمزہ و انداز و ادا ‌ ‌ دل بسمل کے لیے قہر خدا
تیغ انداز کو چمکائے ہوئے ‌ ‌ قتل عاشق کی قسم کھائے ہوئے
دو نگاہوں کا نہم ہو جانا ‌ ‌ دل مضطر پہ ستم ہو جانا
اُسکا انداز جو مجھکو بھایا ‌ ‌ ایک نظر دیکھتے ہی دل آیا
پس گیا دیکھ کے پامال ہوا ‌ ‌ کیا کہوں تجھسے عجب حال ہوا
روز جاتے تھے ہم اُس کوچے میں ‌ ‌ گو ٹھہرتے تھے کم اُس کوچے مین
کرتے کس طرح نظارے بازی ‌ ‌ چڑھ ہے اُس بت کی اشارے بازی

عرض مطلب کی اجازت کیسی — شوق دیدار کو رخصت کیسی
اُن سے کچھ عرض کرے کسکی مجال — بات کرنا ہے وہاں امر محال
سعی مجبور امیدیں ناچار — فکر بے سود دعائیں بیکار
اُسکے مذہب میں محبت ہے گناہ — اُسکی ملت میں مروت ہے گناہ
بے حجابی میں حیا اور ستم — بے نیازی کی ادا اور ستم
گو کہ ہم بھی ہیں پر اپنے مشاق — فن معشوق فریبی میں ہیں طاق
آنکھ بے شرم نگاہیں بیباک — دل ہوس کوش طبیعت چالاک
چشم کو شوق نظر بازی کا — ادعا اشک کو غمازی کا
مگر اُس شوخ پہ قابو نہ چلا — کسی عنوان سے جادو نہ چلا
جذب دل نے کوئی تدبیر نہ کی — آہ و فریاد نے تاثیر نہ کی
رہ گیا گھٹ کے دل عربدہ فن — کوئی پیدا نہ ہوئی راہِ سخن
مدتوں میں نے کیا دل میں غور — عرضِ مطلب کا نہ نکلا کوئی طور
گو کہ موقع تھا سخن سنجی کا — خوف تھا اُنکی شکر رنجی کا
میں نے اک روز پڑھے کچھ اشعار — جن میں تھا مطلب دل کا اظہار
ہو گئے دنگ بپتے کی سُنکے — اُڑ گیا رنگ بپتے کی سُنکے
طرز گفتار وہ پہچان گئے — چھپ کر دل میں بُرا مان گئے
حال دل کا نہیں چھپتا زنہار — کھل ہی جاتا ہے یہ بھید آخرکار
شوق دیدار نظاروں سے کھلا — عشق کا حال اشاروں سے کھلا
نظر شوق میں تھا لطف بیاں — چشم حیراں نے کیا کار زباں
مگر اُس بت کا تغافل نہ گیا — اس تعارف سے تجاہل نہ گیا
میری جانب سے تو اصرار رہا — اُسکو دل لینے سے انکار رہا

بعد مدت کے مجھے شاد کیا | لیکے دل رنج سے آزاد کیا
باتوں باتوں میں کیا عہدِ وفا | میں یہ سمجھا کہ ہوئی ترک جفا
خوش ہوا میں کہ بس اب کام ہوا | خواہش دل کا سرانجام ہوا
پھر یہ اُس نے ستم ایجاد کیا | شاد کرکے مجھے ناشاد کیا
دفعتاً عہدِ محبت توڑا | (غیر سے رشتۂ الفت جوڑا(؟)
دل پہ اک داغ دیا وائے ستم | مجھ سے منہ پھیر لیا ہائے ستم
میری فریاد و بکا سے نہ ڈرا | کیسی فریاد خدا سے نہ ڈرا
دل پہ نشتر کا لگانا کیا تھا | غم رسیدوں کو ستانا کیا تھا

حسنِ التفاتِ معشوقۂ طناز و ختم داستان

راز و نیاز

ہم نہ سمجھے تھے کہ ایسے ہو تم | الغرض خوب ہو جیسے ہو تم
کیوں چُراتے ہو نظر دیکھو تو | بیٹھے کیا ہو ادھر دیکھو تو
تمکو زیبا نہیں ایسا پرہیز | چاہنے والوں سے کیسا پرہیز
عشقبازی کہیں معیوب نہیں | مان جاؤ یہ ضدیں خوب نہیں
دیکھو کیا بات ہے دل میں سمجھو | کیوں دیا حسن خدا نے تم کو
ایسے مغرور نہ ہو ہم سے ملو | عشق کی قدر کرو ہم سے ملو
ہیں ابھی میرے بھی اکثر خواہاں | آپ سے ایک سے ایک ہے بہتر خواہاں
حسن صورت پہ نہیں اچھا فخر | حسن سیرت پہ نہیں زیبا فخر

تم سے دنیا میں حسیں اور بھی ہیں
دور کیوں جاؤ یہیں اور بھی ہیں

میرے دل میں ہے تمہاری الفت
ہے یہ الفت بھی خدا کی قدرت

تم پہ مرتا ہوں خدا جانے کیوں
چاہتا ہوں تمہیں کیا جانے کیوں

میں ہوسکار نہیں سمجھو تو
کچھ طلبگار نہیں سمجھو تو

عاشق زار ہوں کہتے کیا ہو
میں وفادار ہوں سنتے کیا ہو

تم سے ہے نیم نگہ کی امید
کہ ہے سرمایۂ عمر جاوید

سب کو اس امر میں ہے خود حیرت
کہ مجھے کیوں ہے تمہاری الفت

دونوں سے ہے نہیں یہ سوا اس
کہ تجھے غیر کی الفت کا ہے پاس

تجکو ہوتی جو کسی سے الفت
تم سے اس طرح نہ کرتا نفرت

کیا غلط فہم ہو سمجھو تو ذرا
ایسے ناداں نہیں تم نام خدا

میں جو بالفرض کسی پر مرتا
التجا کیوں نہ اسی سے کرتا

عیب بینی نہیں اچھی ہوتی
نکتہ چینی نہیں اچھی ہوتی

باز آجاؤ اب ان باتوں سے
تمکو بھی شوق ہے کن باتوں سے

ہیں زمانے میں ور انداز بہت
ہوتے ہیں تفرقہ پرداز بہت

چاہتے ہو تم اگر میری فلاح
کیوں کسی شخص سے لیتے ہو صلاح

فائدہ کیا ہے مجھے رلوانے سے
اور پھر غیر کے بہکانے سے

اے مرے دل کے جلانے والے
آگ میں آگ لگانے والے

دل میں جو بات ہے کیونکر نہ کہوں
کیا کروں تجھ سے مگر نہ کہوں

اور کیا کہہ کے تجھے یاد کروں
کس طرح نالہ و فریاد کروں

دل سے بیزار ہے حسرت میری
تجھ سے بگڑی ہے طبیعت میری

دم نکالے سے نکلتا ہی نہیں　　دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں
دم نہ نکلے تو نکالوں کیونکر　　دل نہ سنبھلے تو سنبھالوں کیونکر
حیف اک دم کی بھی مہلت نہ ملی　　مجکو مرنے کی بھی فرصت نہ ملی
شکوۂ بخت بجا ہو کہ نہ ہو　　نالۂ شوق رسا ہو کہ نہ ہو
تا بکے تیری شکایت نہ کروں　　گلۂ خوبی قسمت نہ کروں
بیوفائی کی بھی حد ہوتی ہے　　کج ادائی کی بھی حد ہوتی ہے
کوئی تجسا ستم ایجاد نہیں　　کیا تجھے عہد وفا یاد نہیں؟
دلربا ہو کہ دل آزار نہ ہو　　تا کہ جینا بھی مجھے دشوار نہ ہو
تا کجا درد چھپاؤں دل میں　　نفس سرد چھپاؤں دل میں
عشق اور مشک چھپے بھی ہیں کہیں　　کیا کروں دل مرے قابو میں نہیں
تا بمقدور چھپایا میں نے　　حالِ دل کا نہ سنایا میں نے
میں نے اب تک نہ بہائے آنسو　　پی گیا میں اگر آئے آنسو
آنکھ پر زور ہے دل پر تو نہیں　　دل ہے انسان کا پتھر تو نہیں
منہ سے نکلے نہ کہیں شورِ فغاں　　مجھسے رکتا نہیں اب زورِ فغاں
مجھسے ہرگز نہیں رکنے والے　　لب تک آنے ہی کو ہیں اب نالے
چیخ اٹھوں تو قیامت ہو جائے　　راز کے کھلتے ہی آفت ہو جائے
واقعی میں نے بہت صبر کیا　　دلِ ناداں پہ بڑا جبر کیا
دم نہ گھٹ گھٹ کے نکلجائے کہیں　　کیسے انسان ہو تمہیں رحم نہیں
دیکھو اتنا نہ ستاؤ مجکو　　نہ رلاؤ نہ رلاؤ مجکو
تم پہ ظاہر ہے مرا جوشِ جنوں　　جانتے ہو کہ میں دیوانہ ہوں
چاک کرتا ہوں گریباں اپنا　　تم بچاتے رہو داماں اپنا

زہر کھا لوں یہ تمہیں ہے منظور — جان لو مجھے نہیں یہ بھی دور
ایسی باتوں کا برا ہے انجام — مفت میں تم نہ کہیں ہو بدنام
بے سبب مجھکو ستانا چھوڑو — آزمائش کا بہانا چھوڑو
دل پہ صدمے میں اٹھاتا ہی رہا — حال دل تم سے چھپاتا ہی رہا
گو کہ ظاہر میں نہ تھا کچھ پروا — کبھی جی بھر کے نہ تم کو دیکھا
کبھی آنکھوں میں نہ ڈالیں آنکھیں — تمنے دیکھا تو جھکا لیں آنکھیں
نہیں چھپنے کا مرا حال تباہ — لوگ پہچانتے ہیں طرز نگاہ
دفعتہ سامنے آیا نہ کرو — بجلیاں دل پہ گرایا نہ کرو
میری رنگ پہ اثر پڑتا ہے — اس طرح سے کہ نظر پڑتا ہے
متغیر جو مجھے پاتے ہیں — دیکھنے والے سمجھ جاتے ہیں
مجھکو دیوانہ سمجھتے ہوں گے — اور کیا کیا نہ سمجھتے ہوں گے
خیر اس کی تو نہیں کچھ پروا — خوف یہ ہے کہ نہ ہو تم رسوا
یوں تو ہیں دل میں ہزاروں ارماں — غیر ممکن ہے کہ ہو ان کا بیاں
ایک مطلب ہے مگر سب سے اہم — تم اگر سن لو تو ہے عین کرم
شیفتہ اپنا سمجھ لو مجھکو — گوشۂ دل میں جگہ دو مجھکو
تم کو لازم ہے مرا پاس کرو — دل میں کچھ اور نہ وسواس کرو
شاعری اسکو نہ سمجھو زنہار — واقعی ہے یہ مری حالت زار

چاہیے تمکو مرا دھیان رہے
عشق پہ حسن کا احسان رہے

جزو دوم

خطاب بہ نفس و طلوعِ صبحِ پیری

اے دلِ بےخبر اے خانہ خراب
صبح ہوتی ہے نہ ہو مائلِ خواب

خوابِ غفلت کا یہ ہنگام نہیں
استراحت کا یہ ہنگام نہیں

جلوہ گر ہے سحرِ بیم و امید
حیرت افزا ہے طلوعِ خورشید

نیند سے چونک سحر ہے غافل
وقتِ سامانِ سفر ہے غافل

رات کے عیش کو اب یاد نہ کر
عمر بے فائدہ برباد نہ کر

عیش کیا کہ نہ رہے نہ شباب
لطف کیا نہ گزک ہے نہ شراب

رات کا ذکر اب افسانہ ہے
نہ وہ ساقی ہے نہ پیمانہ ہے

اب نہ وہ سازِ مسرت نہ وہ ہم
نغمۂ عیش میں ہے تال نہ سم

شب کے پھولوں میں وہ رنگت ہی نہیں
باسی ہاروں میں وہ نکہت ہی نہیں

کیا ضرورت ہے کہ غافل ہی رہیں
خوابِ خرگوش پہ مائل ہی رہیں

لذتِ عیش کو دل کیوں ترسے؟
وقت وہ ہے کہ اٹھیں بستر سے

صبح کا وقت نہیں شام کا وقت
کیا آرام کہ ہے کام کا وقت

نہ وہ ساقی نہ وہ مطرب نہ وہ رات
رات کے ساتھ گئی رات کی بات

کیا کریں دیکھ کے اب سوئے فلک
شبِ مہتاب نہ تارے نہ جھلک

نہ رہا وقت نہ وہ شوق نہ ذوق
اب اتارے گی خمار سے شوق

نہیں وہ بات تو وہ ہم بھی نہیں
نہیں وہ رات تو وہ ہم بھی نہیں

اب جوانی کو بھلادیں دل سے　　عیش فانی کو بھلا دیں دل سے
اب نہ بھولے سے بھی یاد آئے گی　　کیا قیامت میں یہ بخشائے گی؟

اسی کمبخت نے برباد کیا　　دلِ آزاد کو ناشاد کیا
یاد کیوں آئے یہ کافر ظالم؟　　ستم ایجاد ستمگر ظالم

اگر ایسی ہی مروت تھی اسے　　واقعی ہم سے محبت تھی اسے
پھر گئی ہم سے یہ منہ موڑ کے کیوں؟　　چل بسی آپ ہمیں چھوڑ کے کیوں؟

ذوقِ آوارگی و خواری کیا؟　　بے وفاؤں سے وفاداری کیا؟
دور ہو! دور ہو! اے یادِ شباب　　دور ہو! دور ہو! اے خانہ خراب

اے جوانی نہ ستا تو مجھکو　　یاد اپنی نہ دلا تو مجھکو
ساتھ دینا تھا تجھے تا دمِ مرگ　　تو جو ہوتی تو نہ ہوتا غمِ مرگ

گو تری یاد میں اک لذت ہے　　ایسی لذت سے ہمیں نفرت ہے
جانتا ہوں تجھے کیا چیز ہے تو　　نقشِ موہوم ہے نا چیز ہے تو

سمجھے نا چیز کا پھر ذکر ہی کیا؟　　جس سے حاصل نہ ہو وہ فکر ہی کیا
تیرے جانے کی شکایت بیکار　　ہے یہ سب حرف و حکایت بیکار

ذکرِ بے فائدہ سے فائدہ کیا؟　　فکرِ بے فائدہ سے فائدہ کیا؟
تیرے جاتے ہی گیا جوشِ جنوں　　اب نہ وہ دل ہے نہ وہ گرمیِ خوں

اب وہ بچپن طبیعت ہی نہیں　　اب وہ شوخی وہ شرارت ہی نہیں
وہ بھی دن تھے کہ شگفتہ وحشت تھی　　سبھی اعضا میں اک جودت تھی

ہاں مجھے یاد ہیں وہ عیش کے دن　　مگر اس عیش کے اب دن ہی نہیں
اب نہ وہ دل ہے نہ وہ باتیں ہیں　　اب نہ وہ دن ہیں نہ وہ راتیں ہیں

سچ ہے اب غمِ ایامِ شباب　　ہیچ ہے ماتمِ ایامِ شباب

فائدہ کیا جو ستایا دل کو   خود کڑھے اور کڑھایا دل کو

لغو ہے ذکرِ خیالِ گمراہ   ہے گناہوں کا بیاں بھی گناہ

وہ گنہ جس میں نہیں کچھ لذت   حاصل اس ذکر سے کیا جز حسرت

چاہیے تجھکو پشیماں ہونا   فکرِ انجام میں گریاں ہونا

اک وطیرے پہ نہیں حالِ جہاں   ہے بہار آج تو کل فصلِ خزاں

غفلتوں ہی میں کٹا عہدِ شباب   اب تو آ ہوش میں اے خانہ خراب

پھر بسے گا نہ ہرگز کبھو تو   اپنی تقدیر پہ راضی ہو تو

حیف ضایع ہوئے چالیس برس   زندگی اور ہے دن بیس برس

سب پہ ظاہر ہے یہ اندازِ حیات   ورنہ کیا جانے کوئی رازِ حیات

ہے وہی واقفِ اسرارِ نہاں   جسکو یکساں ہے نہاں اور عیاں

خیر اتنی بھی نہیں کم فرصت   ہے غنیمت جو ہو اکدم فرصت

صرف توجہ از خوفِ مرگ

موت کی یاد سے ڈرنا کیا   قبل مرنے کے یہ مرنا کیا

کچھ خبر ہے تجھے کیا ہونا ہے   ایک دن سب کو فنا ہونا ہے

از زمیں تا بہ فلک سب موہوم   آدمی ہو کہ فلک سب معدوم

اک فقط تو ہی نہیں ہے فانی   آسمان اور زمیں سب ہے فانی

ایک باقی ہے فقط ذاتِ خدا   جسکے محکوم ہیں سب شاہ و گدا

موت کے نام سے کیوں ہے ترساں   ہے یہ اسرارِ خدائے دو جہاں

اپنی تقدیر پہ قانع ہو تو   واہ صنعتِ صانع ہو تو

کوششوں میں کچھ اثر پیدا کر　　دیکھ اسکو وہ نظر پیدا کر

سر ہو گنجینۂ راز مطلوب　　دل ہو آئینۂ ناز محبوب

خوے مطلوب کی ہو تجھکو خبر　　روے محبوب پہ ہو تجھکو نظر

خوے مطلوب ہے خلقِ کامل　　روے محبوب ہے نورِ بے ظل

صرفِ توجہ از ماسوا اللہ

ماسوا اللہ کی الفت ہے خبط　　ہے یہ مضمون سراسر بے ربط

لایقِ دید نہیں چشم حباب　　قابلِ عشق نہیں نقش بر آب

کمیِ عمر کا شکوہ ہے فضول　　دیکھ ہوتا ہے ابھی تو مقتول

تو نے اس عمر میں کیا کام کیا؟　　کچھ وہاں کا بھی سرانجام کیا

تو سمجھتا تھا کہ ہے فرصت کم　　چاہیے تھا کہ نہ کھوتا کوئی دم

اپنی حالت پہ نظر تھی کہ نہ تھی؟　　تجھکو مرنے کی خبر تھی کہ نہ تھی

گو کہ ظاہر ہے کمی فرصت کی　　محض بیجا ہے شکایت تیری

جبکہ مرنا تھا تجھے اے غافل　　کچھ تو کرتا تھا تجھے اے غافل

قرض اپنے نہ کیے تو نے ادا　　کس طرح جائے گا تو پیش خدا

تجھکو فرصت ہی نہ دی غفلت نے　　تجھکو مہلت ہی نہ دی حیرت نے

کاش حیرت کا سمجھتا تو مآل　　جاتا رہتا ہر اک وہم و خیال

شوق تھا تجھکو گنہگاری کا　　ذوق تھا تجھکو گرفتاری کا

معصیت ہی میں گرفتار رہا　　شکر تو یہ ہے تو بیزار رہا

موتوا قبل ان تموتوا

وہم ہستی سے گذر جانا تھا — موت کے قبل ہی مرجانا تھا
موت کیا چیز ہے ترکِ لذات — ہے اسی موت سے مقصودِ حیات
رنگ و بو سے نہ رہے کچھ مطلب — تیرے نزدیک یہ معدوم ہوں سب
جز فنا اور نہ ہو کچھ مطلوب — جز خدا اور نہ ہو کچھ مطلوب

باہمہ و بے ہمہ

غیر سے تجھکو محبت نہ رہے — زن و فرزند سے الفت نہ رہے
الفتِ غیر سے ہے یہ مقصود — جس سے ہو ترکِ خیالِ معبود
ورنہ ہے عین عبادت الفت — اصلِ ایماں ہے محبت الفت
گو کہ ہر چیز سے ہو تو مالوف — دل رہے یادِ خدا میں مصروف
دل کا رجحان تو رہے اکطرف — تا بامکاں تو رہے ایک طرف

محبت بے غرض

چاہیے تجھکو محبت سب سے — ہاں اگر ہو نہ کسی مطلب سے
جب غرض ہو تو محبت کیسی — اس محبت سے عداوت اچھی
ایسی الفت سے خدا تجھکو بچائے — دھیان بھی اسکا ترے دل میں نہ آئے
بلکہ لازم ہے یہی عشقِ خدا — جس میں مطلب کو نہ ہو دخل ذرا

خوف دوزخ نہ ہو پروائے بہشت
بیم اعراف نہ سودائے بہشت

کھینچے دوست جہنم میں اگر
سو بہشتوں سے وہ دوزخ بہتر

نعت صاحبان تسلیم و رضا

ہے یہی مسلک تسلیم و رضا
ہیں اسی راہ پہ سب اہل وفا

جز خدا غیر سے ڈرتے ہی نہیں
جز خدا اور پہ مرتے ہی نہیں

شاد رہتے ہیں صعوبت میں بھی
شکر کرتے ہیں مصیبت میں بھی

نفس مردے سے خوش ہوتے ہیں
لذت درد سے خوش ہوتے ہیں

لاکھ آفت ہو شکایت نہ کریں
دم نکل جائے مگر اُف نہ کریں

سر بسر وقف رضائے محبوب
ہمہ تن صرف وفائے محبوب

کعبہ و دیر سے کچھ کام نہیں
جز خدا غیر سے کچھ کام نہیں

منزل عشق و وفا کے نزدیک
سب سے بڑھ کر ہیں خدا کے نزدیک

مگر اس قرب پہ مغرور نہیں
اپنے نزدیک بہت دور نہیں

ہے گنہگاروں پہ رحمت اُنکو
خاکساروں سے محبت اُنکو

دور ہیں مرحلۂ خاک سے وہ
فوق رفعت میں ہیں افلاک سے وہ

بلکہ ہیں سرحد ادراک سے دور
اُنکو حاصل شرف بزم حضور

وہ جنہیں چھو نہ سکے گرد ملال
وہ جنہیں پا نہ سکے پیک خیال

ہیں فرشتوں سے وہ رتبہ میں سوا
ہیں وہی اشرف مخلوق خدا

اُنکو ممکن جو نہیں نا ممکن
عجز ہو اُن کو کہیں کیا ممکن

جملہ معترضہ - ذکر معجزۂ ظاہری کہ از سیرت ایشاں پیدا می شود

معجزے کو چھوڑ کرے تو تحقیق | یاد رکھ اس میں ہماری توفیق
سیرت صاحب اعجاز کو دیکھ | قول راوی کے ہر انداز کو دیکھ
تجھکو معلوم ہے تو جیسا ہے | غور کر دل میں کہ تو ایسا ہے
نہیں ایسا۔ تو غلط ہے انکار | پھر نہ انکار نہ کرنا اصرار
دیکھ اعجاز حسینؑ ابن علیؑ | تا کہ ہو راز خفی تجھپہ جلی
روز عاشور بڑا کام کیا | غور سے دیکھ تو کیا کام کیا؟
جو زمیں سے نہ فلک سے ہوگا | نہ بشر سے نہ ملک سے ہوگا

مقام صاحبان تسلیم و رضا

دیکھ ایسے ہیں وفا کے بندے | ایسے ہوتے ہیں خدا کے بندے
ہے ملک طفل دبستاں انکا | ایزد پاک ثنا خواں انکا
خنجر شوق کے بسمل ہیں وہی | کشتۂ عشرت قاتل ہیں وہی
اُنہیں مقتول رہِ عشق و وفا | خود خدا اُنکی دیت ہے بخدا*

* اشارہ بطرف حدیث قدسی من طلبنی وجدنی ومن وجدنی عرفنی ومن عرفنی احبنی ومن احبنی عشقنی ومن عشقنی عشقتہ ومن عشقتہ قتلتہ ومن قتلتہ فعلیّ دیتہ ومن علیّ دیتہ فانا دیتہ —

گو کہ ظاہر میں ہیں پامالِ ستم — فی الحقیقت ہیں وہی اہلِ ہمم
نہ تأسف نہ تلہف انکو — ہے زمانے پہ تصرف انکو
چاہیں ادنی کو تو اعلا کردیں — ابھی دنیا تہ و بالا کردیں
کیا سمجھتے ہو انھیں تم کیا ہیں؟ — بشریت میں وہی یکتا ہیں
صاحبِ قدرت و اعجاز ہیں وہ — حاملِ راز ہیں ممتاز ہیں وہ
نہ انھیں فخرِ کلاہِ شاہی — نہ اُنھیں دعوے انا اللّٰہی
کیا بتاؤں کہ ہے کیا حال انکا — خوش ہیں وہ لوگ خوشا حال انکا
جنکو توفیق خدا دیتا ہے — انکو ایسوں کی ولا دیتا ہے

نکتۂ لطیف در وجوب ولائے حضرات اجباء علیہم السلام کہ موجب تصفیۂ باطن است

میں بتاؤں تجھے کیا شے ہے ولا — اس میں اکثر کو ہوا ہے دھوکا
لوگ سمجھے ہیں زبانی صلوات — تجھکو کافی ہے فقط بہرِ نجات
یا فقط رونے انکے غم میں — سمجھے عمر بسر ماتم میں
اس سے مقصود ہے اظہارِ ولا — ہو مگر دل سے بھی اقرارِ ولا
یہ تو ہے ان کی مودّت سے غرض — اور بھی کچھ ہے محبت سے غرض
عمر بیکار نہ ہرگز کھونا — انکے اخلاق کا پیرو ہونا
تا میسر ہو تجھے حسنِ عمل — تیری طینت سے نکل جائے خلل
عقل سے حد بشر سمجھے تو — اپنی کوشش کا اثر سمجھے تو

تاکہ امکانِ قوی ثابت ہو | وسعتِ شانِ خدا ثابت ہو
گو کہ ممکن نہیں ویسا ہونا | کیا ضرورت ہے کمّاً ہونا
ہیں، ترے پیش نظر وہ افراد | جن سے ہے نوع کی تکمیل مراد
ہر اک اُن میں ہے مثالِ کامل | تاکہ ظاہر ہو کمالِ کامل
دل کے آئینے میں لے اُنکا عکس | ایسے آئینے میں ہو ایسا عکس
تاکہ ہو قلب ترا عالمِ نور | ظلمت سوءِ عمل ہو کافور
تا ارادہ ترا عالی ہوجائے | ترک بیہودہ خیالی ہوجائے
اپنے ساقی کا طلبگار ہو تو | جامِ توحید سے سرشار ہو تو
پھر کبھی ہو نہ تری ہمت پست | ایک ہی جام میں ہو مستِ الست
تو رہے چشمِ بصیرت کھلجائے | کنزِ مخفی کی حقیقت کھل جائے*
ہاں یہی تصفیۂ باطن ہے | دیکھ ممکن ہے کہ ناممکن ہے
آزمائش پہ تو آمادہ ہو | حسنِ اخلاق پہ دلدادہ ہو
حسنِ اخلاق ہے عینِ طاعت | تو اسے ترک نہ کر اک ساعت

نیم مُلّا خطرۂ ایمان و
نیم حکیم خطرۂ جان

نیم مُلّا سے تو از حد ڈرنا | اُنکی تقلید نہ ہرگز کرنا
ان کی تشخیص ہے از بسکہ سقیم | مار ہی ڈالیں گے یہ نیم حکیم

---

* اشارہ بطرف حدیث قدسی "کنت کنزاً مخفیاً"

ظاہرِ شرع پہ واجب ہے عمل — تا کہ باطن میں نہ کچھ آئے خلل
نہ کہ باطن تو ہو بالکل ابتر — اور ظاہر پہ عمل ہو یکسر
یہ سمجھتے ہی نہیں مغزِ سخن — سربسر جہل سراسر کودن
انکی معقول ہے وہ نامعقول — جسنے برباد کیے فقہ و اصول
جب ہو کچھ بحث تو لائیں وہ دلیل — غیر قوموں میں ہوں ہم جس سے ذلیل
جانتے ہی نہیں یہ علمِ کلام — عقل کو ہے خطاب اسنے حرام
نہ محقق نہ مناظر ہیں یہ — محض مغرور مکابر ہیں یہ
کیا بتائیں گے ہمیں راہِ نجات — ہیں یہ خود گمرہِ کوئے ظلمات
بسکہ ہے جہل سے تاریک خیال — یہ سمجھتے نہیں باریک خیال
نہ قیاس انکا نہ عقل انکی ٹھیک — فلسفہ کفر ہے انکے نزدیک
اہل تقلید سے رغبت ہے انھیں — اہل تحقیق سے نفرت ہے انھیں
فلسفے سے نہ ہو کیوں انکو عناد — [1] دشمنِ عقل ہیں یہ اہل فساد
انکی تفصیل ہے بالکل مجمل — انکی اجمال سراسر مہمل
انکی صحبت میں ہو ضائع اوقات — سوءِ ظن سے نہیں خالی کوئی بات
اہلِ حکمت کو برا کہتے ہیں — کچھ سمجھتے نہیں کیا کہتے ہیں [2]

---

[1] زیرا کہ فلسفہ در اصل لغت بمعنی حبِ عقل است ۱۲

[2] زیرا کہ فلسفہ مراد از حکمت است پس ذم فلسفہ خلاف قول باری تعالیٰ شانہ است کما قال اللہ تعالےٰ من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ وفی روایۃ کما روی ان بعض الیہود اتیٰ الی امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ) وہو یتکلم مع جماعتہ فقال لہ یا ابن ابی طالب لو انک تعلمت الفلسفۃ لکان یکون منک شان من الشان فقال علیہ السلام وما تعنی بالفلسفۃ الیس من اعتدل ۱۲

انکو ہرگز نہ سلجھتے دیکھا | اصطلاحوں میں اُلجھتے دیکھا
چند الفاظ جو ہیں وردِ زبان | اُن کو سمجھے ہیں یہ علمِ دوجہان
جو مسائل کہ ہیں بالکل مردود | علم سے انکے وہی ہیں مقصود
چند باتوں پہ ہے حکمت کا مدار | اور سب زعم میں انکے بیکار
ان کی حکمت ہے فقط خود رائی | نہ قیاسی ہیں نہ استقرائی
یسندی میں جو ہے بین الدنین | انکے نزدیک ہے وہ عین الیقین
رائے انساں کی بدلتی ہی نہیں | بحث اس باب میں چلتی ہی نہیں
تجربہ سے نہیں ان کو سروکار | نظریات سے بالکل انکار
انکو آثارِ جہاں سے کیا کام | انکو اسرارِ نہاں سے کیا کام
نہ زمانے کے جزو کُل سے غرض | نہ ترقی نہ تنزل سے غرض
اگلے وقتوں سے محبت ہے انھیں | اہلِ یوناں سے ارادت ہے انھیں
سُن لیے ہیں جو کچھ اُنکے اقوال | بس وہ کافی ہیں پئے استدلال
جو ارسطو نے کہا تھا سچ ہے | جو کتابوں میں لکھا تھا سچ ہے
فکرِ دنیا سے ہیں ازبس مالوف | انکی ہمت ہے اسی پہ موقوف

ص طابہ صفا مزاجہ ومن صفا مزاجہ قوی اثر النفس فیہ ومن قوی اثر النفس فیہ سما الی ما یرتقیہ ومن سما الی ما یرتقیہ فقد تخلق بالاخلاق النفسانیۃ ومن تخلق بالاخلاق النفسانیۃ فقد صار موجوداً وبما ہو انسانٌ ودون ان یکون موجوداً بما ہو حیوان ومن ہو صار موجوداً بما ہو انسان فقد دخل فی الباب الملک الصوری ولیس لہ عن ہذہ الغایۃ مفر فقال الیہودی اللہ اکبر یا ابن ابی طالب لقد نطقت الفلسفۃ جمیعا فی الکلمات رضی اللہ عنک۔

حالِ ابنائے زماں

بس بس اے خامۂ بیان و تحریر
قابل فہم نہیں یہ تقریر

اک جہاں محو خود ستائی میں
لطف کیا قصہ آرائی میں

کون سنتا ہے ترانے تیرے
وحشت افزا ہیں فسانے تیرے

دل عزیزوں کا دکھا جاتا ہے
رنگ چہروں سے اڑا جاتا ہے

اندنوں ہے یہ نصیحت بیکار
لوگ ہیں جام ہوس سے سرشار

علم و حکمت کی انہیں فکر نہیں
ایسی باتوں کا کہیں ذکر نہیں

اک زمانے کو ہے دولت کی تلاش
علم ہے آلۂ تحصیل معاش!

منفعت کا زمانے میں ہے دور
مادیت نے نکالے ہیں یہ طور

ہے جہاں حرص و ہوا پر مائل
شاذ و نادر ہیں خدا کے قائل

وہ جو بنتے ہیں بظاہر دیندار
اُنکو ہے حد سے زیادہ انکار

کوئی دل انکے ٹٹولے تو سہی
راز سربستہ کو کھولے تو سہی

کیا کہوں منہ سے یہ کیا سمجھے ہیں
زر کو کمبخت خدا سمجھے ہیں

خود غرض کو یہ سمجھتے ہیں فہیم
خود غلط کو یہ سمجھتے ہیں حکیم

انکی حکمت نہیں جز کذب و دروغ
ہے جہالت کو زمانے میں فروغ

پختہ کاری کو زبوں کہتے ہیں
ہوشیاری کو جنون کہتے ہیں✝

حرص نے انکو کیا ہے گمراہ
رحم و ایثار کو سمجھے ہیں گناہ

معصیت نام ہے ناداری کا
مصلحت اسم ہے عیاری کا

✝ اس زمانہ میں جو شخص بغرض علمی سے تحقیق علم و معرفت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُس کو مجنون کہتے ہیں ۱۲

انکا انصاف ستمگاری ہے — انکا اخلاق ریاکاری ہے
عدل سے انکو نہیں کچھ سروکار — مردم آزار ہیں یہ رشوت خوار
لیتے پاتے ہیں بڑی بھاری تنخواہ — پھر بھی رشوت سے نہیں کچھ اکراہ
ایک دو ہی نہیں سیکڑوں ہیں — دور کیوں جاؤ یہیں سیکڑوں ہیں
بانیٔ دنیا ہے ذخیرہ انکا — بد معاشی ہے ذخیرہ انکا
کیونکہ ہر شے سے ہے بالا تعلیم — اسپہ برباد ہے انکی تعلیم
تعلیم کوئی نہیں ہے خالی — کہ نہ ہو جس میں یہ بد اعمالی
ہے زمانے میں یہ آفت کیسی — ظلم ہے ظلم عداوت کیسی
شیر مادر ہے انہیں مال حرام — قابل دار ہیں یہ بد انجام
چھوٹتے ہی کی نہیں یہ عادت — انکی گھٹی میں پڑی ہے رشوت
انکی خصلت پہ ہے از حد افسوس! — حاصل علم یہ ہے صد افسوس!
اہل دنیا ہیں کچھ ایسے بیزار — علم و اخلاق ہے گویا بیکار

وسعت نظر بہ عالم کون وفساد

چھوڑ اے دل ہوس منصب وجاہ — فکر دنیا میں نہ ہو تو گمراہ
ہوس مال رہے تجھسے دور — ہو انہیں کو مبارک یہ سرور
ہاں خبردار! کہ فرصت کم ہے — بس غنیمت ہے یہاں جو دم ہے
قابل غور ہیں اسرار وجود — دیکھنا چاہیے آثار شہود
کچھ تو سمجھیں یہ معما کیا ہے — کچھ تو دیکھیں یہ تماشا کیا ہے
ہے جہاں صنعت صانع پہ دلیل — آیۃ اللہ ہے یہ بے تاویل

غور سے دیکھ شہود اشیا — اک تماشا ہے نمود اشیا

دیکھ تو صنع خدا کی عظمت — حیرت افزا ہے فضا کی وسعت

جس میں لاکھوں متحرک اجسام — اک وطیرے پہ ہیں گردش میں مدام

راستوں میں نہ وہ اٹکیں بھٹکیں — اپنے محور سے کبھی ہٹ نہ سکیں

نہ الجھتے ہیں نہ گرتے ہیں وہ — ایک ہی وضع سے پھرتے ہیں وہ

کیوں مگر یاں دوڑ کے چلتے ہی نہیں — حد سے باہر وہ نکلتے ہی نہیں

بیضوی شکل کسی کی تدویر — حرکت جس میں اسے ہے تاخیر

شلجمی* مستزاید حرکات — قیاس مقتضا بہ دلالات

حجم میں کوئی زیادہ کوئی کم — ایک سے ایک کو ہے ربط بہم

اک نئی شان ہے دیکھو جس کو — کھینچتا ہے یہ اسے وہ اس کو

یہ نہ سمجھو کہ ہیں اتنے تارے — آنکھ سے دیکھیں ہیں جتنے آتے

نظر آتے نہیں ہم کو اکثر — جو کہ ہیں حد نظر سے باہر

دیکھ کیا حال ہے سیاروں کا — عجب انداز ہے دمداروں کا

گردشوں کے لیے میدان وسیع — اک تماشا ہے بطئی اور سریع

سیکڑوں شمس ہزاروں اقمار — بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھ کے شمار

شمس کے گرد ہیں سائر سیارے — گرد سیارے ہیں دائر اقمار

روشنی میں کوئی کم کوئی سوا — ایک سے ایک کرے کسب ضیا

---

* شلجمی کو انگریزی میں پیرابولا، بیضوی کو ایلپس اور مستزاید کو ہائپربولا کہتے ہیں۔ یہ تینوں قطاع مخروط کے نام ہیں۔ علم قطاع مخروطات، متوسطات اقلیدس کے ساتھ عربی میں بھی سکھایا جاتا تھا اب انگریزی میں پڑھایا جاتا ہے۔ یہ علم مبادی علم ہیئت سے ہے۔ کیونکہ اجسام فلکیہ کی گردش انھیں شکلوں میں ہوتی ہے ۱۲۔

اس قدر دور ہیں اکثر اجسام — دیکھ سکتے نہیں جنکو ہم تم
ڈھونڈنے والے انھیں پاتے ہیں — دوربینوں سے نظر آتے ہیں
لیکن تیز ہے بہت دور انکا — راستہ میں ہے ابھی نور انکا
دور ایسے ہیں وہ اجرام فلک — روشنی انکی نہ پہنچی ہم تک
انکے ابعاد خدا ہی جانے — انکی تعداد خدا ہی جانے
ہے فضا جسم اثیری سے بھری — ضو کی اس وجہ سے ہے ہوتی تری
حامل ضو ہے یہی جسم لطیف — یہ ہوا جسکے مقابل ہے کثیف
دیکھ آنکھوں سے یہ ساماں کیا ہے — دیکھ تو ظاہر و پنہاں کیا ہے
ایک ہی حکم کے ہیں سب تابع — کیونکہ ہے ایک ہی انکا صانع
اک تماشا ہے یہ چلتی ہوئی کل! — عقل نے جسکی نہ پائی اٹکل
پرزے پرزے میں بھری ہے قوت! — جس سے قائم ہے نظام حرکت!
دور کیوں جاؤ زمیں کیا کم ہے — بلکہ ہر ذرہ نیا عالم ہے
دیکھ اجرام ذوات الاذناب — انکے میقات اور انکے اسباب

جدت نظر در امر عود و معاد

چھوٹے تارے جنھیں کہتے ہیں شہاب — ٹوٹتے رہتے ہیں جو مثل حباب
راہ میں دور زمیں کے آکر — جب وہ کھاتے ہیں ہوا سے ٹکر
فوراً آجاتی ہے شامت انکی — یہی ٹکر ہے قیامت انکی
اتفاقاً جو کوئی جرم کبیر — جسکے آگے ہو زمیں جسم صغیر

شیشہ میں پڑ کے کہیں ٹھیس لگا سے — دفعتہً سارے زمیں پتھر ذرا سے

آئے اسطرح اک آوازِ مہیب — لوگ جانیں کہ قیامت ہے قریب

پرزے پرزے ہو جہانِ آباد — ذرہ ذرہ ہو فضا میں برباد

ایک دم میں نہ شجر ہوں نہ حجر — نہ چرندے نہ پرندے نہ بشر

کچھ زمیں پر نہیں موقوف یہ بات — نہیں عالم میں کسی شے کو ثبات

کیا تعجب یہ کرہ جب ہو شکست — یا کوئی اور ہی کوکب ہو شکست

مرکزِ ثقل سے گر جائے قمر — پھر جہاں میں نہ نظر آئے قمر

شمس پر بھی کوئی آفت آجائے — سارے عالم میں قیامت آجائے

ابھی باطل ہو نظامِ شمسی — جائے ظلمت ہو مقامِ شمسی

روشنی ہو نہ حرارت ہو کہیں — زندگی ہو نہ طبیعت ہو کہیں

نہ ہو صورت نہ ہیولے کا پتا — نہ ہو قوت نہ اثر جسے کا پتا

ہیں یہ عرض و جواہر کیا چیز — ایک ہی آن میں ہوں سب ناچیز

اس سے ہے ذاتِ خدا بےپروا — کہ ہو اک دم میں جہاں ناپیدا

اسکی مرضی پہ ہے پیدا ہونا — کچھ ضروری[ف] نہیں ان کا ہونا

ان گھروندوں کا بنانا بھی ہے سہل — اور پھر انکا مٹانا بھی ہے سہل

کیوں بنایا یہ ہمیں کیا معلوم — کیوں مٹایا یہ ہمیں کیا معلوم

اسکی مرضی ہے سہارا اپنا — کیا جہاں پر ہے اجارا اپنا

اسکی حکمت سے یہ کچھ دور نہیں — خلق ہوں اور فلک اور زمیں

اسکی قدرت سے ہے یہ کون فنا — اسکی تقدیر سے ہے عود و معاد

رمزِ ایجاد کو کیا پہچانیں — بھید کی بات ہے ہم کیا جانیں

ف کیونکہ یہ سب ممکنات ہیں۔ ضروری صرف ذاتِ واجب الوجود ہے ۱۲

ہو تلازم کا اگر تجکو شعور — تیرے امکان میں ہو اُنکا صدور
ہیں تلازم کے فقط دو قانون — جو کہ ہیں ذہن بشر میں مکنون
ان میں اول ہے تماثل مشہور — اور ثانی ہے تداخل مسطور
حالتیں ذہن کی جو ہیں یکساں — اُنکے مابین ہے اک ربط نہاں
مختلف گو کہ ہوں اوقات وقوع — ایک کی سمت ہو جب ذہن رجوع
دوسری سامنے آجاتی ہے — اپنی تصویر دکھا جاتی ہے
حالتیں جو کہ نہ ہوں یکساں — ذہن میں ہوں مگر اک ساتھ عیاں
ایک اُن میں سے جو یاد آتی ہے — دوسری شکل دکھا جاتی ہے
جملہ احوال پہ جاری ہیں یہ حکم — ذہن میں جاری و ساری ہیں یہ حکم

ذکر قوائے طبعیہ کہ محرک احساس است

سمجھ انکو جو قوائے ہیں مشہور — جنکے ہونے پہ ہے موقوف شعور
ہے توجہ سے اُنہیں کے احساس — یہ نہوں جب تو ہیں بیکار حواس
روشنی ہے سبب حس بصر — چشم بینا میں ہے یہ تار نظر
جملہ اشکال میں ہے اسکا نور — جملہ الوان میں ہے اسکا ظہور
دوسری صوت و صدا کی حرکت — خود ہے دراصل ہوا کی حرکت
اسپہ ہے حسن سماعت موقوف — لطف الفاظ و عبارت موقوف
تناسب جو ہوں لحن و ایقاع — اُس سے حاصل ہو تجھے ذوق سماع
حسن تالیف کا ہے سارا تکمیل — نہ ہو ترتیب تو ہے تال نہ میل
قابل غور ہے لیکن یہ گر — ساتھ ہی رنگ ہیں اور ساتھ ہی سر

کچھ نہ کچھ بھید ہے اسمیں شتاب — فہم میں گرچہ نہ آیا ابتک
مختصر یہ ہے نہ دو بات کو طول — حرکت دونوں میں ہے اصل اصول
وہ تموج جو بصر میں ہے شعاع — سامعہ میں ہے وہی لحن و سماع
بات پردے کی ہے سمجھو تو سہی — جو سنا تھا اُسے دیکھو تو سہی
متحد ہے جو ارجی کا اثر — اتحاد ایسے ملیں گے اکثر
قابلِ حس ہیں کچھ اشیا سے لطیف — اُن سے اُڑتے ہیں جو اجزائے لطیف
شامہ پر ہو اگر اُن کا مرور — اُن سے ہوتا ہے ہمیں بو کا شعور
بعض اجسام جو ہیں قابلِ حل — قوتِ ذوق یہ ہے اُن کا عمل
اُنکے چکھنے سے مزا ملتا ہے — تیز ہوں وہ تو سوا ملتا ہے
لامسہ کے دو اثر ہیں ظاہر — چاہیے دونوں سے ہو تو ماہر
دونوں ہاتھوں کے جدا ہیں دو کام — غور کر اُن کو وہ کیا ہیں دو کام
ایک تو سردی و گرمی کا حس — دوسرے سختی و نرمی کا حس
جانتے ہو انھیں کیا ہیں دونوں — عالمِ حس میں جدا ہیں دونوں
ایک ہے سردی و گرمی کا اثر — جانتے ہیں اسے سب اہلِ نظر
اعتباری ہیں یہ دونوں مفہوم — ورنہ ہے ایک حقیقت معلوم
جب زیادہ ہو حرارت سمجھو — جب وہی کم ہو برودت سمجھو
دوسرا ہے اثرِ میکانی — یعنی وہ تین قوے جسمانی
ایک کو جس سے کہتے ہیں کھچاؤ — دوسرا وہ جو ہے مشہور دباؤ

تیسرے وہ ہے کشش جسکا نام
مرکزِ ارض میں ہے جسکا مقام

قول ذیمقراطیس کہ لمس اصل حواس است و توجیہ شاعر درین باب

اگلے دانشوروں میں جو تھے اہلِ قیاس — لمس کو جانتے تھے اصلِ حواس
اس طرح سمجھو اب اس کا مفہوم — حس و مس دونوں ہیں لازم ملزوم
اتصالِ شۓ مدرک ہے ضرور — مدرکہ میں ہے یہی شرطِ شعور

ذکر تعاونِ اعصاب و عضلات در احساس

باعثِ حس ہے نظامِ اعصاب — ہے دماغ اصل و منبعِ اعصاب
اصل سے جو کہ نکلی ہے شعاع — ساتھ اس اصل کے ہے فرعِ شعاع
سب نکلتے ہیں ہزاروں شعبے — جو کہ ہیں سارے بدن میں پھیلے
جبکہ عضلات بھی ہوں انکے شریک — ایک ہی ساتھ ہو حس و تحریک
اس سے حاصل ہو شعورِ اشیاء — ہے یہ منشا سے ظہورِ اشیاء

اختلافِ حکما در بابِ ماہیتِ اشیاء

ہم سمجھتے تو نہیں شۓ کیا ہے — لوگ کہتے ہیں جسے "شۓ" کیا ہے
نظر آتی ہے ہمیں جیسی شکل — کیا ضرورت ہے کہ ہو ایسی شکل
جانتے ہو کہ تماشا کا ہے حس — اور تحقیق میں ناچار ہے حس
امرِ خارج ہے کہ مجموعۂ صفات — ہمکو معلوم نہیں اسکی ذات
بعض کہتے ہیں وہی جوہر ہے — عالمِ ذہن سے جو باہر ہے
ذہنِ مدرک میں ہے اسکی تاثیر — حاسوں میں ہے اسی کی تصویر
حضرت مل کا ہے یہ اسمیں قیاس — ہے وہی شۓ سببِ حس و حواس

نہ ہیولیٰ ہے نہ صورت ہمہ اوست — نیست چیزے بحقیقت ہمہ اوست
مادہ کے ہیں ہزاروں قائل — بعض صورت کی طرف ہیں مائل
بعض کا قول یہ ہے "لا اعلم" — ظاہرا ہے یہ طریقہ اسلم
ہکسلے جو کہ امام فن تھا — سب میں مشہور ہے مسلک اسکا
عقلا میں یہ نہیں ہے مذموم — صاف کہدے جو نہ ہوئے معلوم

رجوع بطرف اصل مبحث ۔ بیانِ تخئیل

دو طرح سے ہے ہماری تخئیل — تجربہ صدق پہ اُسکی ہے دلیل
ایک وہ جس کا محاکات ہے نام — اس سے چلتا ہے مؤرخ کا کام
نقل کا اصل دکھاتی ہے یہ — نہ گھٹاتی نہ بڑھاتی ہے یہ
دوسری ہے شعرا کی تخئیل — اختراعی جسے کہتے ہیں عقیل
اور ہی ڈھنگ پہ چلتی ہے یہ — نظم و ترتیب بدلتی ہے یہ
وضع کرتی ہے خیالی تصویر — کہیں دنیا میں نہ ہو جسکی نظیر

ماہیتِ جزئی و کُلّی

گو کہ عالم میں ہیں سب جزئیات — متشابہ ہیں مگر اُنکے صفات
مشترک ہیں جو صفاتِ افراد — اُنکے مجموعہ سے کلّی ہے مراد
جبکہ افراد ہوں ایسے معلوم — ایک ہی اسم سے ہوں وہ موسوم
گو کہ خارج میں نہ ہو ایسی شے — اُس کا مفہوم مگر ذہن میں ہے

وجدان و ارادہ

امرِ وجدان کہ ہے امرِ احساس　　شادی و غم کے بھی موجب ہیں حواس
بعض سے ہوتی ہے پیدا لذت　　بعض سے درد و الم کی حالت
حس ہے تحریکِ بدن کی تابع　　حالتِ ذہن ہے تن کی تابع
جبکہ انسان کی صحت ہو درست　　جان و تن دونوں کی حالت ہو درست
اور تحریک زیادہ ہو نہ کم　　عالمِ ذہن میں لذت ہو بہم
جب نہ ہو یہ تو الم ہوتا ہے　　دلِ نازک پہ ستم ہوتا ہے
ذہنِ انساں کی جو کچھ کیفیت　　شاہدِ حال ہے اُسکی صورت
کب یہ کوشش سے نہاں ہوتی ہے　　صاف چہرے سے عیاں ہوتی ہے
کچھ دنوں تک جو رہے ایک ہی حال　　کیا عجب ہے کہ تغیر ہو محال
نسبتیں فرع کو ہیں اصل کے ساتھ　　منتقل ہوتی ہیں یہ نسل کے ساتھ
مرتکز ہوتی ہے خصلت اس سے　　منتقل ہوتی ہے عادت اس سے
دور تک اسکا اثر ہوتا ہے　　مثلِ اجداد پسر ہوتا ہے
انفعالی تو ہے وجدان مگر　　فعلِ انساں پہ اسی کا ہے اثر
اسکی تاثیر کے ماتحت ہے شوق　　شوق وہ ہے کہ ارادے پہ ہے فوق
نہ ہو جب شوق تو کوشش ہی نہ ہو　　کیوں کریں کام جو خواہش ہی نہ ہو
شوق ہوتا ہے ارادے کا سبب　　نہ ہو جب شوق تو بیکار ہے سب
اسکے باعث سے ارادہ ہے صحیح　　کیونکہ ہے شوق ہی وجہِ ترجیح

نفسِ انساں کی ہوئی بحث تمام　　ہمکو منظور نہیں طولِ کلام

جزو سوم

ساقی نامہ و تغزل بہ سبیل تمثیل

ساقیا میری طبیعت ہے اُداس / دے کوئی جام کہ مختل ہیں حواس
فکر انجام نے مارا ساقی / دے مجھے عمر دوبارا ساقی
ہے نہ کھانے کا نہ پینے کا مزا / دے وہ شے جس سے ہو جینے کا مزا
درد کی ہر سے دوا دے مجھکو / بھر کے اک جام پلا دے مجھکو
غم کو خون بنا دے دل سے / پردہ غفلت کے اٹھا دے دل سے
نظر آتی ہے مجھے دور سے امید / اک نظر دیکھ لوں ہے امید
یاس مطلب نے رلایا ہے مجھے / ناامیدی نے ستایا ہے مجھے
انتہا درد و الم کی شدت / دل ناداں پہ ستم کی شدت
حال یہ ہے تو جئیں گے کب تک / خون دل روز پئیں گے کب تک
کاہلی نے مجھے بےکار کیا / بیدلی نے مجھے بیمار کیا
اے کہ بیمار کا ہے تو ہی طبیب / تو اگر چاہے تو صحت ہو نصیب
کیا کہوں ہائے دیکھئے کیا ہوتا ہے / صدمہ یاس پہ رہا ہوتا ہے
دل کو تسکین تو کسی طور سے ہو / کیا عجب ہے کہ اسی طور سے ہو
جلوہ حسن تمنا دیکھوں / آنکھ کھل جائے تماشا دیکھوں
گو کہ بیجا نہیں شکوۂ یاس / کون سنتا ہے کوئی آس نہ پاس
مے کہاں شیشہ کہاں جام کہاں / میں کہاں ساقیِ گلفام کہاں
میں ہوں اور عالم تنہائی ہے / میں ہوں اور یہ دل سودائی ہے
میں ہوں بس اور یہ ویرانہ ہے / نہ ہی ساقی ہی نہ پیمانہ ہے

کیوں کہوں مجھکو کسی نے مارا — سچ تو یہ ہے کہ اسی نے مارا
ہے مرا یار یہ دل آرام یہی — ہے مرا ساقی گلفام یہی
جی سے پیارا ہے یہ کافر مجھکو — پیار آتا ہے اسی پر مجھکو
ساتھ رہتا ہے یہی آٹھ پہر — یہی ہمدم ہے سفر ہو کہ حضر

آج لایا ہے یہ اس جنگل میں — ہائے! آیا ہوں میں کس جنگل میں
شب تاریک ہے تنہائی ہے — مینھ برستا ہے گھٹا چھائی ہے
منزلوں تک ہیں یہ گنجان درخت — کیا بھیانک ہیں یہ سنسان درخت
کیا یہی دشت ہے وحشت آباد — آدمی ہے نہ کہیں آدمزاد
نہ سڑک اور نہ میلوں کے نشان — کوئی رہرو ہے نہ رہبر ہے یہاں
تھک گئے پاؤں چلونگا کبتک — راستہ کوئی نہ پایا اب تک
ہیں یہ پُر زور ہوائیں کیسی — ہیں یہ پُر شور صدائیں کیسی
ہیں درختوں پہ ہزاروں جگنو — گل خودرو کی مہک ہے ہرسو
لطف ہوتا جو نہ ہوتا تنہا — سخت حیرت ہے کروں کیا تنہا
اب مقدر کو نہ اپنے روئیں — چلو اُس باغ میں چل کر سوئیں
اب چلا بھی نہیں جاتا اُفوہ — چبھ گیا پاؤں میں کانٹا اُفوہ
سانپ بچھو نہ کہیں گھاس میں ہوں — کیا عجب ہے کہ یہیں گھاس میں ہوں
کاٹ کھائے تو ابھی آفت ہو — پھر نہ جینے کی کوئی صورت ہو
یہ جو مشعل سی نظر آتی ہے — روشنی غول بیابان کی ہے
یہ بھی جنگل ہے عجب وحشتناک — سخت پُر ہول ہے اور دہشتناک
کیا کریں اب تو پھنسے آکے یہاں — اس اندھیرے میں کوئی جائے کہاں

کہیں اتنے میں جو بجلی چمکی　　دیکھتا کیا ہوں قضا آ دھمکی
سامنے سے نظر آیا اک شیر　　ہو گئی آنکھ میں دنیا اندھیر
لو وہ آتا ہے بس اب کیا ہوگا؟　　دیکھیے ہائے غضب کیا ہوگا؟
آ گئی بس وقت قضا ہائے ستم!　　لو وہ شیر آ ہی گیا ہائے ستم؟
جان جاتی ہے بس اب دیر نہیں　　ہاتف الموت ہے یہ شیر نہیں
بھاگ جاؤں کہیں؟ کیونکر بھاگوں؟　　پاؤں اٹھتا نہیں کیونکر بھاگوں؟
جب دوبارہ ہوئی بجلی کی چمک　　نہ وہ ہیبت اُسکی نہ وہ آفت کی کڑک
ہو گیا شیر نظر سے پنہاں　　بچ گئی جان ہوا اطمینان
کیا کہوں جان پہ کیسی گذری　　بن گئی جان پہ ایسی گذری
اب جو دیکھا تو یہ عالم دیکھا　　آنکھ سے نور مجسم دیکھا
یعنی اک ماہ لقا آفت ہوش　　سامنے میرے کھڑی ہے خاموش
مثل تصویر ہے خاموشی میں　　شان تقریر ہے خاموشی میں
تمکنت سے اُسے فرصت ہی نہیں　　بات کرنے کی اجازت ہی نہیں
مگر انداز سے یہ پیدا ہے　　کچھ نہ کچھ مجھ سے اُسے کہنا ہے
کیا کہوں آہ عجب حالت ہے　　ایسا بیخود ہوں وہ محویت ہے
آفت و رنج و تعب بھول گیا　　دیکھتے ہی اُسے سب بھول گیا
یاد آئی نہ وہ ہیبت نہ وہ شیر　　نہ وہ میدان نہ وہ راہ کا پھیر
میں کہاں ہوں نہیں یہ مجھکو خبر　　دیکھتا ہوں اسے حیراں ہوکر
کیا کہوں پیش نظر تھا وہ سماں　　کبھی ممکن ہی نہیں جس کا بیاں
اُسکا انداز بلائے دل و جاں　　اُسکے ہر ناز پہ سو دل قرباں
حسن ایسا کبھی دیکھا نہ سنا　　سر بسر شانِ خدا صلِ علےٰ

دفعتاً ابر سے نکلا مہتاب — یا اٹھا اس رخ روشن سے نقاب
چاندنی چھٹکی ہوئی ظلمت دور — ہو گیا نور سے جنگل معمور
نہ رہا خوف نہ وحشت باقی — نہ رہا رنج نہ کلفت باقی
اس کو آئے نہ ہوئی تھی کچھ دیر — دیدے دل نہ ہوا تھا ابھی سیر
کہ ہوئی اور ہی اک شکل عیاں — دیکھ کر جس کو ہوا دل ترساں
نظر آئی مجھے اک شکل سیاہ — دیکھ کر جس کو ہوا حال تباہ
کیسی بد ہیئت و کریہ المنظر — تھی وہ بیجا سے بھی از حد بدتر
یا خدا پھر نہ دکھانا وہ شکل — سامنے میرے نہ لانا وہ شکل
صورتیں دو یہ مرے سامنے تھیں — ایک بدشکل تھی اور ایک حسیں
کمسن اک ان میں سے تھی اک البیل — اک پریزاد تھی اور ایک چڑیل
دیکھتے ہی اسے وہ جان جہاں — دفعتاً ہو گئی نظروں سے نہاں
جب گئی وہ تو یہ لیٹی آ کر — کھل گئی آنکھ مری گھبرا کر
ایک مدت ہوئی دیکھا تھا خواب — ہے اسی دن سے مرا دل بیتاب
ہے مقدر میں خدا جانے کیا — اس کی تعبیر ہے کیا جانے کیا

تعبیر الرویا

وہم ہستی کہ فنا تسلیم است

محشرستان امید و بیم است

تو غل در اوصاف نفس انسان و تغزل در عشق جاناں

سرِ مکتوم ہے کیفیتِ نفس — کس کو معلوم ہے ماہیتِ نفس

محشرستاں ہے خیالِ انساں — اک طلسمات ہے حالِ انساں

کبھی ناظر ہے کبھی ہے منظور — کبھی مختار کبھی ہے مجبور

مرکزِ دائرۂ بیم و رجا — محورِ دائرۂ حرص و ہوا

جمع ہیں اس میں صفاتِ متضاد — ہے مرید آپ ہی اور آپ مراد

کبھی طاعت میں ملک سے بھی سوا — کبھی رفعت میں فلک سے بھی سوا

رہبرِ منزلِ بدنامیِ شوق — گمرہِ وادیِ ناکامیِ شوق

اپنی کوشش پہ کبھی ناز اسے — ناامیدی سے کبھی ساز اسے

مضمحل کوے جفا میں نہ کبھی — مستقل راہِ وفا میں نہ کبھی

کبھی آوارۂ میدانِ ہراس — کبھی گم کردۂ غولِ وسواس

کبھی جلوہ ہے کبھی طور ہے یہ — کبھی سایہ ہے کبھی نور ہے یہ

میکشِ خمکدۂ جوش و خروش — خود فراموش سراسر مدہوش

کبھی دیوانۂ حسنِ تجرید — کبھی مستانۂ جامِ توحید

یوں تو کیا چیز خدائی میں نہیں — مثل اسکا نہ ملا ہمکو کہیں

وقتِ نظر در امرِ بقائے نفس

سر پہ ہے یہ فلکِ مینا رنگ — زیرِ پا سطحِ زمیں رنگا رنگ
دیکھ یہ چاند ہے وہ تارے ہیں — جگنو کن کن کے شرارے ہیں
لائقِ دید سہی ان کی چمک — قابلِ سیر سہی ان کی دمک
قابلِ رشک ہے ظالم کی بقا — ہم زمانے میں نہ تھے اور یہ تھا
ہم نہ ہونگے نہ رہے گا قائم — دور در دورہ ہے اسی کا دائم؟
بیشک اس دہر سے کد ہے ہمکو — حسرتِ عمرِ ابد ہے ہمکو
ہیچ ہے یہ کبھی اگر ہم نہ رہے — جب نہ ہوں ہم تو یہ عالم نہ رہے
اٹھ گئی باغ سے جب بلبلِ زار — کون دیکھے گا گلستاں کی بہار
نہ ہو انسان تو دنیا کیوں ہو — جب نہ ہو قیس تو لیلیٰ کیوں ہو
اور تو سب ہیں ٹھہرنے والے — بس ہمیں ایک ہیں مرنے والے
ہم یہاں آئے ہیں جانے کے لیے — کیا بنایا تھا مٹانے کے لیے

بس بس اے دل یہ گلے ہیں بیکار — کون سنتا ہے تری حالتِ زار
اہلِ ظاہر جو سنیں گے یہ فتور — ترشرو ہو کے کہیں گے فی الفور
کفر کی بو تری تقریر میں ہے — اُسپہ شاکر ہو جو تقدیر میں ہے
تجھکو تکفیر سے کچھ خوف نہیں؟ — اہلِ تزویر سے کچھ خوف نہیں؟
بسکہ دشوار ہے یہ طرزِ سخن — وہی سمجھیں گے جو ہیں ماہرِ فن

کون سمجھے یہ معمّا تیرا
شکر سے بڑھ گے ہے شکوا تیرا

غزل

کیا کہیں تم کو ستمگر نہ کہیں — بات مطلب کی ہے کیونکر نہ کہیں
دل پہ چبھتی ہیں ادائیں تیری — پھر کہیں کیا انہیں نشتر نہ کہیں
اپنی تصویر پہ تم خود غش ہو — تم سے پھر کیوں اسے بہتر نہ کہیں
بے نیازی کی بھی حد ہوتی ہے — کیوں ترے قلب کو پتھر نہ کہیں

اس قدر ذکر صنم سے ڈرنا
سننے والے مجھے کافر نہ کہیں

تمام شد

زبان اُردو کا ایک ممتاز ماہواری رسالہ

جو اپنے اعلیٰ ترین، علمی، ادبی، اخلاقی، تمدنی، تاریخی، سوانحی مضامین نثر، اور قدیم و جدید رنگ کی دلچسپ و دلکش نظموں کی وجہ سے اردو دنیا میں قبولیت عام حاصل کر چکا ہے ہمیشہ پابندیٔ وقت کے ساتھ ہر مہینے کی ابتدائی تاریخوں میں شایع ہوتا ہے۔

چار آنے میں نمونہ کا ایک پرچہ منگا کر اس کی خصوصیات کا اندازہ فرمایا جائے۔

سالانہ قیمت دو روپے آٹھ آنے

المشتہر۔ منیجر رسالہ "الناظر" لکھنؤ

مطبوعات الناظر پریس لکھنؤ

قواعد اُردو ۔ اردو زبان کی سب سے پہلی جامع
صرف و نحو اور با اصول قواعد۔ از مولوی عبد الحق
بی اے سکریٹری انجمن ترقی اردو۔ قیمت ۱۲ر

تجاربات صلیبی ۔ صلیبی لڑائیوں کے حقیقی حالات
جو ایک مسیحی جماعت نے لکھے جن کا باوجود
مذہبی تعصب کے مسلمانوں کی اولو العزمیوں کا
اعتراف کیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

الاحسان ۔ تصوف کی تاریخ اور اسکی درجہ بدرجہ
ترقی کے حالات۔ قیمت ۸ر

میلاد ابن جوزی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت با سعادت کے متعلق یہ بہترین کتاب ہے
جس میں کمال انشا پردازی کے ساتھ تمام واقعات صحیحہ
بیان ہوئے ہیں۔ اصل عربی کے ساتھ اُردو ترجمہ
بھی قابل دید ہے۔ قیمت ۸ر

واقعات کربلا ۔ میر انیس کے ایک ہی بحر کے
مرثیوں کا انتخاب ایسے تسلسل کے ساتھ مرتب کیا ہے
کہ ابتدا سے انتہا تک کل مناظر آنکھوں کے سامنے
پھر جاتے ہیں۔ قیمت ۱۲ر

تسخیر فراش ۔ شیکسپیر کے مشہور ڈرامہ ٹیمنگ آف
دی شریو کا اردو ترجمہ۔ اُردو انشا پردازی کا
بہترین نمونہ۔ قیمت ۸ر

حیات نظامی ۔ مولانا نظامی گنجوی مصنف
سکندر نامہ کے حالات زندگی۔ قیمت ۸ر

کلیات نعت ۔ مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت محسن کاکوروی کا مقبول عام کلام۔ قیمت ۱۲ر

تذکرۂ حزیں ۔ شیخ علی حزیں مشہور فارسی شاعر
کی سوانح عمری۔ قیمت ۸ر

ترقی زبان بذریعہ تراجم ۔ پروفیسر گھوشال
ایم اے کا وہ قابل قدر لکچر جو صاحب موصوف نے
اُردو کانفرنس منعقدہ لکھنؤ میں پڑھا تھا۔ قیمت ۸ر

زود پشیمان ۔ اُردو میں اپنے طرز و انداز
کا سب سے پہلا اور دلچسپ ڈراما ۔ اسکی ابتدا میں
مولانا شرر، مرزا رسوا، مولوی سید سلیمان ندوی اور مسٹر سجاد حیدر یلدرم
کی تقریظات پڑھنے کے قابل ہیں۔ قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:- الناظر بک ایجنسی - لکھنؤ

جمیل و بثینہ - عرب کی سرزمین پر حسن و عشق کی جیون بندی دیکھنا ہو تو مولوی جواد علیخاں جیسے ادیب کا یہ دلچسپ ڈراما دیکھیے - قیمت ۳ر

شوکیا اور دو مظلوم بہنیں - ایک دردانگیز فسانہ از جناب قیصر بھوپالی - قیمت ۱ر

مساوات - مسٹر جوش کا بے نظیر فسانہ قیمت ۱ر

اتفاقات زمانہ - مسٹر موصوف کا دلچسپ فسانہ ۱ر

سیکفرن اور لوسی - منشی احمد علی شوق قدوائی کا ایک پُر لطف ڈراما - قیمت ۲ر

رموز فطرت - علم طبیعات - طبقات الارض جغرافیہ طبعی اور ثوابت و سیارے کے ابتدائی اور بنیادی اصول کی تشریح مکالمہ کے پیرایہ میں - مع فرہنگ اصطلاحات - قیمت عہ

انسان - انسان کی تشریح علمی رنگ میں مگر نہایت سلیس اور آسان کہ بچے بھی سمجھ سکیں - ۸ر

ازواج الانبیا - آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دیگر انبیا علیہم السلام کی ازواج مطہرات کے حالات - قیمت ۴ر

اصول نسخ - لکھنؤ کے مشہور خوشنویس منشی حامد علی صاحب مرحوم رقم مرحوم نے اپنی ساری عمر کی مشق و تجربہ کی بنا پر اس کتاب میں وہ اصول اور طریقے لکھدیے ہیں جن سے نومشقوں کو خط نسخ حاصل کرنے اور اسمیں کمال پیدا کرنے میں آسانی ہو - اصولاً و عملاً ہر طرح یہ اس فن کی ایک جامع، مستند اور کارآمد کتاب ہے - قیمت ۲ر

اسرار رنگون - ملک برہما اور رنگون کے اصلی اور سچے حالات - باشندگان رنگون کی معاشرت اور مذاق کے مناظر - حسن و عشق کی جیتی جاگتی تصویریں - شروع سے آخر تک اسقدر دلچسپ کہ بے ختم کیے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا - زبان سلیس - پیرایۂ بیان دلکش - قیمت باانہمہ خوبی بہت کم - صرف عہ

محبت اور جاہ و ثروت کی کشمکش - ایک نہایت ہی پر لطف اور سبق آموز فسانہ - قیمت ۳ر

تاریخ ہند کی کہانیاں - دتی کی ایک شہزادی نے نہایت ہی سلیس اور دلکش زبان میں یہ کہانیاں اس غرض سے لکھی ہیں کہ لڑکوں اور لڑکیوں میں اسکے ذریعہ سے تاریخی مذاق پیدا ہو - قیمت ۴ر

ملنے کا پتہ :- الناظر بک ایجنسی لکھنؤ